مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی برطانیہ

برما کے مسلمانوں کی حالت زار

ملائشیا کی حکومت نے برمی مسلمانوں کے ساتھ ہونے والے مظالم پر برمی حکومت کو اپنی تشویش سے آگاہ کرتے ہوتے برمی سفیر کو وزارت خارجہ کے دفتر میں طلب کیا اور اپنی حکومت کے موقف سے آگاہ کیا، ایک اور خبر کے مطابق حکومت پاکستان نے برما میں مسلمانوں کی حالت زار پر تشویش ظاہر کی ہے۔ دفتر خارجہ کے ترجمان نے بدھ کے روز بتلایا کہ حکومت نے برما میں مسلم اقلیت کی صورت حال پر برمی حکومت کو اپنی تشویش سے پہلے ہی آگاہ کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت پاکستان اس بارے میں قطعًا لاتعلق نہیں اس نے برما کی حکومت سے رابطہ کر رکھا ہے اور امید ظاہر کی ہے کہ برما میں مسلم اقلیت سے بہتر اور ہمدردانہ برتاؤ کیا جاتے گا اور برما کی حکومت ان کی آزادی اور بنیادی حقوق کا احترام کرے گی (جنگ ۱۲ مارچ) دوسری طرف بنگلہ دیش کی حکمران ۱۹ مارچ کو واشنگٹن پہنچ کر امریکی صدر بش کو برمی مسلمانوں پر ہونے والے مظالم سے آگاہ کریں گی اور مہاجرین کی مالی امداد کے سلسلے میں بھی گفتگو ہو گی۔

بنگلہ دیش پہنچنے والے برمی مسلمانوں نے بتلایا کہ برما کی فوج نے کتی سو مسلمانوں کو گرفتار کرنے کے بعد ان کی عورتوں کو علیحدہ کر دیا اور مردوں کو گولیوں سے اڑا کر ایک ہی قبر میں دبا دیا گیا ایک اور اطلاع کے مطابق دو سو مسلمانوں کو قتل کر دیا اور پانچ سو سے زائد مسلمانوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنا دیا گیا۔ ان کے گھروں کو آگ لگا دی گئی ان کا مال واسباب لوٹ لیا گیا اور مسلمان خواتین کی عزت لوٹ لی گئیں۔

برمی حکومت کے اس ظلم وستم سے بچنے کی خاطر جو مسلمان فرار ہو کر بنگلہ دیش پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں انہیں گولیوں کا نشانہ بنا دیا جاتا ہے یا پھر انہیں گرفتار کر کے فوجی اذیت خانوں میں لے جا کر سخت اذیتیں دی جاتی ہیں۔

برمی فوج کے ظلم وستم اور قتل وغارت گری کی یہ داستان تقریبًا ہر روز اردو اور انگریزی اخبارات میں شہ سرخیوں کے ساتھ شائع ہو رہی ہیں اور یہ وہ خبریں اور ہوش ربا مناظر ہیں جو بنگلہ دیش پہنچنے والے مہاجرین یا عالمی ذرائع ابلاغ کی معرفت چھپ جاتی ہیں۔ جبکہ رنگون اور برما کے دوسرے شہروں میں رہنے والے مسلمانوں پر ظلم وستم کے جو پہاڑ گرائے جا رہے ہیں۔ ان تک شاید ہی کسی کی رسائی ہو کیونکہ برمی حکومت نہ تو عالمی ذرائع ابلاغ کو اس کی

اجازت دیتی ہے کہ وہ ان علاقوں کی خبریں مرتب کر سکے اور نہ ہی وہاں کے اخبارات کو اس کی اجازت ہے کہ وہ اس ظلم وستم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرسکیں۔

عالمی ذرائع اور ذرائع سے پہنچنے والی خبروں سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ برما کی حکومت نے مسلمانان برما کے خلاف بڑی شدت سے طوفان بدتمیزی برپا کر رکھا ہے اور ہر آنے والا دن برمی مسلمانوں کے لیے ظلم وستم کا پہاڑ بن کر نمودار ہو رہا ہے برمی مسلمانوں کے ساتھ یہ ظالمانہ سلوک آج کی پیداوار نہیں بلکہ اس کی ایک طویل داستان ہے اس وقت حالات نے صرف ہلکی سی جھلک دکھا دی ہے۔

اس وقت برما کی کل آبادی ساڑھے تین کروڑ سے زائد ہے۔ جس میں مسلمانوں کی آبادی تقریباً ۳۶ لاکھ کے قریب ہے، یوں تو مسلمان سارے برما میں پھیلے ہوئے ہیں البتہ برما کے ساحلی صوبے اراکان میں مسلمان اکثریت میں ہیں۔ ۱۹۴۸ء میں برما کو آزادی ملی۔ ابتدائی چند سال خیریت سے گزرے پھر حالات نے پلٹا کھایا۔ جنرل نیمون کے دور اقتدار کے شروع ہوتے ہی مسلمانان برما کے خلاف ظلم وستم کا آغاز ہوتا ہے مسلمانوں کے بڑے بڑے ادارے چھین لیے جاتے ہیں ان کی دوکانیں زمینیں اور املاک پر جبراً قبضہ کر لیا جاتا ہے۔ اسکولوں میں سے مسلم تشخص ختم کر دیا جاتا ہے۔ راتوں رات ایسا انقلاب برپا ہوتا ہے کہ امیر صبح غریب ہو گئے زکوٰۃ دینے والے زکوٰۃ لینے کے مستحق ہو گئے۔ لوگوں کو کھلانے والے کھانا مانگنے پر مجبور کر دیئے گئے حتیٰ کہ کئی مسلمان اس حادثہ فاجعہ کے بعد اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے اور جو بچ گئے آج تک سنبھل نہ سکے اور زندہ لاش بن کر در در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ یوں تو اس ظلم کی لپیٹ میں تمام اقلیتیں آئیں مگر سب سے زیادہ مسلمانوں پر اس کا اثر پڑا۔ مسلمانوں کو سیاسی و مذہبی طور پر جو آزادیاں حاصل تھیں راتوں رات سلب کر لی گئیں انہیں حج پر جانے سے روک دیا گیا۔ قرآن کی طباعت، دینی کتابوں کی اشاعت اور اسلامی رسائل کا اجراء ناممکن ہو گیا۔ مسلمانوں سے چھینی ہوئی دکانیں اور ان کے سامان پر قبضہ کرنے کے بعد فوجی افسروں اور فوجی حکومت کے کارندوں کو بلا معاوضہ دے دی گئیں یعنی ہر لحاظ سے مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے اور بے یار و مددگار کرنے کے منصوبے کا آغاز ہوا۔

چند سال قبل سابق صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق مرحوم جب رنگون کے دورے پر تشریف لے گئے تھے تو رنگون کے مسلمانوں نے ایک اسلامی ملک کے سربراہ کے لیے ایک استقبالیہ کا اہتمام کیا مگر حکومت نے اجازت نہ دی تھی حتیٰ کہ رنگون شہر کی ایک مشہور شاہراہ پر جب صدر مرحوم گاڑی میں بیٹھے جا رہے تھے تو وہاں کھڑے دو گجراتی مسلمانوں نے ہاتھ کے اشارے سے مرحوم کو سلام کیا۔ اس وقت سادہ لباس میں ملبوس دو فوجی افسروں نے انہیں گرفتار کر لیا اور پولیس اسٹیشن لے جانے کے بعد سوالات کی بوچھاڑ کر دی کہ تمہارا ان سے کیا رشتہ ہے، تم پاکستان کے جاسوس تو نہیں، تمہیں ہاتھ اٹھا کر سلام کرنے کی کیا ضرورت تھی وغیرہ وغیرہ تقریباً ۲۰ گھنٹے پولیس کی

تحویل میں رہنے کے بعد بمشکل ان کی جان بچی۔

اس وقت برما کے مسلمانوں پر شدت ظلم کی شاید وجہ یہ نظر آتی ہے کہ برما کی فوجی حکومت خارجی و داخلی طور پر شدید انتشار کا شکار ہے ملکی سطح پر حزب اختلاف کو انتخاب میں فتح حاصل کر لینے کے باوجود اقتدار سے محروم کر دیا گیا۔ اور اس کی سربراہ تین سالوں سے نظر بند ہے۔ نوجوانوں کے مظاہرے پر بندوق کی گولیوں کی بارش برسائی جا رہی ہے۔ جس کے کچھ دلدوز مناظر برطانوی ٹیلیویژن بھی دکھا چکا ہے۔ لیکن رنگون اور دوسرے شہروں کی یونیورسٹیاں مسلسل بند پڑی ہیں۔ رات کے وقت کرفیو نافذ ہے۔ برما کی فوجی حکومت نے داخلی کشیدگی کو دور کرنے اور وہاں کے عوام کی جدوجہد سے توجہ ہٹانے کی خاطر مسلمانوں کو قربانی کا بکرا بنا لیا ہے تاکہ برما میں رہنے والے برمی لوگوں کو یہ تاثر دیا جا سکے کہ مسلمان اس ملک کے غدار ہیں اور ملک میں بدامنی پیدا کر رہے ہیں اس طریقے سے داخلی کشیدگی بھی دور کر دی جائے اور مسلمانان برما کے خلاف وہاں کے عوام کے جذبات بھی ابھارے جائیں تاکہ مسلمان گاجر مولی کی طرح کٹتے رہیں۔

بنگلہ دیش کی حکومت نے برمی مہاجرین کے لیے پوری دنیا سے اپیل کی ہے۔ ہمارے نزدیک اس اپیل کا جواب ضرور دیا جائے اور مسلمانان برما کی بھرپور امداد کی جائے۔ لیکن مسئلہ صرف مالی امداد کا نہیں۔ بلکہ مسلمانان برما کی سیاسی اور دینی آزادی کے ساتھ ساتھ ان کے جان و مال ان کی عزت و آبرو کا بھی ہے۔ غیر مسلم قوتیں صرف اپنے مفادات اور سیاسی فائدے کو سامنے رکھ کر حالات کا جائزہ لیا کرتی ہیں ظاہر ہے کہ اس وقت مسلمانان برما کے پاس تیل کے کنویں نہیں، سونے کی کانیں نہیں، دولت کی ریل پیل نہیں۔ ان حالات میں ان سے اس بات کی امید رکھنی کہ یہ اہل اسلام کے غم خوار بن کر انہیں ان کا جائز مقام دلائیں گے۔ ایں خیال است و محال است و جنوں کا مصداق ہے۔

پھر سوال یہ ہے کہ مسلمانان برما پر ہونے والے ان مظالم کے خلاف کس کی زبان کھلے؟ ظاہر ہے کہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے اسلامی ممالک پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ان مظالم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں اس وقت ملائشیا اور حکومت پاکستان نے مسلمانان برما کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے برما کی حکومت پر اپنا موقف ظاہر کیا ہے۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ مسئلہ صرف ان دو ممالک سے حل نہیں ہوگا۔ اس کے لیے پورے عالم اسلام کو ایک آواز کے ساتھ اٹھنا ہوگا اور زبانی جمع خرچ کے بجائے عملی طور پر کوئی قدم اٹھانا ہوگا تاکہ برمی حکومت پر یہ واضح ہو جائے کہ برما کے مسلمان بے یار و مددگار اور تنہا نہیں بلکہ دنیا کے تمام مسلمان ان کی پشت پر موجود ہیں۔ ہے کوئی جو ظالم کا ہاتھ پکڑے اور مظلوم کا ساتھ دے کہ دین و دنیا میں سرخرو ہو جائے۔